ذات باری تعالی

پیش کش

ابو حماد
امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن، پھلواری شریف پٹنہ

ذاتِ باری

ذاتِ باری پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر یقین کیا جائے کہ اللہ ایک ہے، اس کی ذات میں کوئی اس کا شریک نہیں نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے، وہی آسمانوں اور زمینوں کا بنانے والا؛ ہر چیز کا رب اور مالک ہے، اس کے سوا حقیقی معبود اور کوئی پالنے والا نہیں۔ (الاعراف: ۵۴۔ طٰہٰ: ۱۴۔ الانبیاء: ۲۲۔ ھود: ٦۔ یونس: ۳۱، ۳۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

آپ لوگوں سے کہد یجئے کہ وہ یعنی اللہ (اپنے کمال ذات وصفات میں) ایک ہے (کمالِ ذات یہ ہے کہ واجب الوجود ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا او رکمال صفات یہ کہ علم قدرت وغیرہ اس کے قدیم اور محیط ہیں) اللہ بے نیاز ہے (یعنی وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کے سب محتاج ہیں) اس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔ (الاخلاص، معارف القرآن: ۸ / ۲۰۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اُس کو اُس کا حق نہیں تھا اور مجھے برا بھلا کہا؛ حالانکہ اُس کو اُس کا حق نہیں تھا؛ بہر حال اس نے مجھے یہ کہکر جھٹلایا کہ میں اسے دوبارہ زندہ نہیں کرونگا؛ جیسا کہ پہلی بار کیا اور جو اس نے برا بھلا کہا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اولاد ہے حالانکہ میں اس سے بے نیاز ہوں نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔ (بخاری، باب قولہ اللہ الصمد، حدیث نمبر: ۴۵۹۳)

ارشادِ باری ہے:

اب تو مت ٹھہراؤ اللہ پاک کے مقابل اور تم تو جانتے بوجھتے ہو۔(البقرۃ:۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا:

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا؛ حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔(بخاری، باب قولہ فلا تجعلوا اللہ اندادا، حدیث نمبر:۴۱۱۷)

صفاتِ باری پر ایمان

اللہ تعالیٰ کے تمام صفات کے حق ہونے پر ایمان لانا اور اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام سینکڑوں ہیں، جو قرآن مجید اور احادیث میں وارد ہوئے ہیں؛ انہی کو اسماء حسنیٰ کہا جاتا ہے؛ اسمائے حسنیٰ کی فہرست حافظ ابن حجرؒ نے یہ ذکر کی ہے:

اللہ، الرّحمٰنُ، الرّحِیمُ، المَلِکُ، القُدُّوسُ، اَلسلَامُ اَلمُؤمِنُ، اَلمُهَیمِنُ، اَلعَزِیزُ، اَلجَبّارُ، اَلمُتکَبِّرُ، اَلخَالِقُ، اَلبَارِیُ، اَلمُصَوِّرُ، اَلغفارُ، اَلقَهارُ، اَلتوّابُ، اَلوَهّابُ، اَلخلاقُ، اَلرّزاقُ، اَلفتاحُ، اَلعَلِیمُ، اَلحَلِیمُ، اَلعَظِیمُ، اَلوَاسِعُ، اَلحَکِیمُ، اَلحَیُّ، اَلقَیّوُمُ، اَلسّمِیعُ، اَلبَصِیرُ، اَللطِیفُ، اَلخَبِیرُ، اَلعَلِیُّ، اَلکَبِیرُ، اَلمُحِیطُ، اَلقَدِیرُ، اَلمَولیٰ، اَلنصِیرُ، اَلکَرِیمُ، اَلرّقِیبُ، اَلقَرِیبُ، اَلمُجِیبُ، اَلوَکِیلُ، اَلحَسِیبُ، اَلحَفِیظُ، اَلمُقِیتُ، اَلوَدُوْدُ، اَلمَجِیدُ، اَلوَارِثُ، اَلشّهِیدُ، اَلوَلِیُّ، اَلحَمِیدُ، اَلحَقُّ، اَلمُبِینُ، اَلقَوِیُّ، اَلمَتِینُ، اَلغَنِیُّ، اَلمَالِکُ، اَلشّدِیدُ، اَلقَادِرُ، اَلمُقتَدِرُ، اَلقَاهِرُ، اَلکَافِیُ، اَلشّاکِرُ، اَلمُستَعَانُ، اَلفَاطِرُ، اَلبَدِیعُ، اَلغَافِرُ، اَلاَوّلُ، اَلاٰخِرُ، اَلظّاهِرُ، اَلبَاطِنُ، اَلکَفِیلُ، اَلغَالِبُ، اَلحَکَمُ، اَلعَالِمُ، اَلرّفِیعُ، اَلحَافِظُ، اَلمُنتَقِمُ، اَلقَائِمُ، اَلمُحیِی، اَلجَامِعُ، اَلمَلِیکُ، اَلمُتَعَالُ، اَلنّوُرُ، اَلهَادِیُ، اَلغَفُورُ، اَلشّکُورُ، اَلعَفُوُّ، اَلرّؤُفُ، اَلاَکرَمُ، اَلاَعلیٰ، اَلبَرُّ، اَلحَفِیُّ، اَلرّبُّ، اَلاِلٰهُ، اَلوَاحِدُ، اَلاَحَدُ، اَلصّمَدُ، اَلذِیْ لَمْ یَلِدْ، وَلَمْ یُوْلَدْ، وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ، کُفُوًا اَحَدٌ۔ (فتح الباری، باب لِلّٰہ مأۃُ اِسم غیر واحد، حدیث نمبر: ۱۸/۲۱۵)

بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء کو احادیث سے تلاش کرکے دوسو سے زائد بتلایا ہے، یہ سارے صفاتی اسماء حسنیٰ اللہ کے صفاتِ کمال کے عنوانات اور اس

کو پہچاننے کے دروازے ہیں، ان سب پر یہ یقین رکھنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے مکمل طور پر متصف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ اسمائے حسنیٰ سے مجموعی طور سے باری تعالیٰ کی جو صفات ظاہر ہوتی ہیں اس کو مختصراً اس طرح سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، ہر چھوٹی، بڑی چیز کا عالم ہے، کوئی ذرّہ اس سے مخفی نہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

'لَایَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَافِی الْاَرْضِ وَلَااَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَلَااَکْبَرُ اِلَّافِی کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ (سبا: ۳)

اس سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَایَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَافِی السَّمَآءِ۔ (آل عمران: ۵)

بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، زمین میں اور آسمان میں۔

وَمَایَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْ شَیْئٍ فِی الْاَرْضِ وَلَافِی السَّمَآءِ۔ (ابراھیم: ۳۸)

اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہ زمین میں اور نہ آسمان میں۔

وہ قادرِ مطلق ہے جس طرح جو چاہے جب چاہے کر سکتا ہے:

اِنَ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ (البقرۃ: ۲۰)

اور وہ عظمت والا ہے؛ ہر چھپی اور ہر کھلی چیز غائب وحاضر کا پوری طرح جاننے والا ہے۔

ہر عیب سے پاک اور ہر ایسی چیز سے بری ہے جو اس کے شایانِ شان نہیں، امن دینے والا اور نگرانی کرنے والا ہے اور ہر ٹوٹی ہوئی ناکارہ چیز کی اصلاح کر کے درست کر دینے والا ہے اور ہر بڑائی درحقیقت اللہ جل شانہ کے لیے ہی مخصوص ہے، جو کسی چیز میں کسی کا محتاج نہیں اور اللہ ہی نے تمام مخلوقات کو خاص خاص شکل وصورت عطا فرمائی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسری چیزوں سے ممتاز ہوئی اور پہچانی جاتی ہے، دنیا کی عام مخلوقات آسمانی اور زمنیا خاص صورتوں ہی سے پہچانی جاتی ہیں؛

پھران میں انواع واصناف کی تقسیم اور ہر نوع وصفت کی جداگانہ ممتاز شکل وصورت اور ایک ہی نوعِ انسانی میں مرد وعورت کی شکل وصورت کا امتیاز پھر سب مردوں سب عورتوں کی شکلوں میں باہم ایسے امتیازات کہ اربوں کھربوں انسان دنیا میں پیدا ہوے، ایک کی صورت بالکلیہ دوسرے سے نہیں رملتی، یہ کمال قدرت صرف ایک ہی ذات حق جل شانہ کی ہے، جس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔شرک کسے کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات میں کسی کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے۔

شرک

مذکورہ صفات پر ایمان کے لیے ضروری یہ ہے کہ اللہ کی کسی صفت میں کسی کی شرکت نہ سمجھی جائے، عام طور پر کچھ صفات ایسی ہیں کہ جن میں عوام اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرتی ہے جو شرک تک پہنچادیتا ہے اور انہیں یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ شرک ہورہا ہے، مثلاً انبیاء اور اولیاء اللہ سے ایسی محبت جو خدا کے شایانِ شان ہے۔ یہ حق ہے کہ انبیاء نے جو اعمال بتلائے ہیں اسے اپنایا جائے، عبادت کے جو طریقے سکھلائے ہیں اسے اختیار کیا جائے؛ اسی طرح اولیاء اللہ سے عقیدت ومحبت کا تقاضہ یہ ہے کہ انہوں نے جس طرح اپنی زندگی کو آخرت کے لیے بنایا تھا، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر مکمل طور پر کاربند ہوئے تھے اور حضور ﷺ کی سنتوں کو اپنے کلیجہ سے لگاکر اس پر عمل کیا تھا اسی طرح ہم بھی اپنی زندگی بنائیں؛ مگر ہوتا یہ ہے کہ جب مصائب وغیرہ آتے ہیں تو اس وقت پیغمبروں، اماموں، پیروں، شہیدوں اور فرشتوں کو پکارا کرتے ہیں انہی سے مرادیں مانگتے ہیں انہی کی منتیں مانتے ہیں، اپنی آرزوئیں پوری کرنے کے لیے انہیں پر نذرونیاز چڑھاتے ہیں اور بیماریوں سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کو انہیں کی طرف منسوب کرتے ہوئے کسی کا نام عبدالنبی، یاعلی بخش، حسین بخش، یا پیر بخش یا مدار بخش یا سالار بخش وغیرہ رکھتے ہیں، کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے، کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے، کوئی کسی کے نام جانور کی قربانی کرتا ہے، کوئی مصیبت کے وقت اللہ کے علاوہ اور کو پکارتا ہے اور کوئی اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھاتا ہے، یہ ایسا ہی ہوا کہ غیر مسلم جو معاملہ اپنے دیوی دیوتاؤں سے کرتے ہیں وہی یہ نام نہاد مسلمان انبیاء، اولیاء،

ائمہ،شہداء، ملائکہ اور پریوں سے کرتے ہیں،اس کے باوجود مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُ هُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔(یوسف:۱۰۶)

اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاکر شرک کرتے ہیں۔

یعنی اکثر ایمان کے دعویدار شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں؛ اگر کوئی ان سے کہے کہ تم دعوے تو ایمان کے کرتے ہو مگر شرک میں مبتلا ہو تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم شرک نہیں کررہے ہیں؛ بلکہ انبیاء واولیاء سے محبت رکھتے ہیں، شرک تو جب ہوگا جب ہم انہیں اللہ کے برابر سمجھیں، ہم تو انہیں اللہ کے بندے اور مخلوق ہی سمجھتے ہیں، اللہ نے انہیں قدرت دی ہے، یہ خدا ہی کی مرضی سے دنیا میں جس طرح چاہتے کرتے رہتے ہیں؛ لہٰذا ان کو پکارنا اللہ ہی کو پکارنا ہوا اور ان سے مدد مانگنا اللہ ہی سے مدد مانگنا ہے یہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں، جو چاہیں کریں، یہ ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں، جتنا ہم انہیں مانیں گے اتنا ہی ہم اللہ کے قریب ہوتے جائیں گے؛ بہرحال یہ اور اس قسم کی واہیات باتیں کرتے ہیں، جن کا واحد سبب یہ ہے کہ یہ قرآن وحدیث چھوڑ بیٹھے ہیں،نقل میں عقل سے کام لیا، جھوٹے افسانوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور غلط رسموں کو دلیل میں پیش کرتے ہیں؛ اگر ان کے پاس قرآن وحدیث کا علم ہوتا تو ان کو معلوم ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے بھی مشرک اسی قسم کی دلیلوں کو پیش کیا کرتے تھے، اللہ پاک کا ان پر غصہ نازل ہوا اور انہیں جھوٹا بتلایا:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔(یونس:۱۸)

اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ اُن کو ضرر پہنچاسکیں اور نہ اُن کو نفع پہنچاسکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی

ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمان میں اور نہ زمین میں، وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کو شرک سے۔

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَاءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ فِیْ مَا ھُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ (الزمر:۳)

یاد رکھو! عبادت جو کہ خالص ہو اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اور شرکاء تجویز کر رکھے ہیں کہ ہم تو اُن کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنا دیں تو ان کے باہمی اختلافات کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دیگا۔

قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (المؤمنون:۸۸)

آپ یہ بھی کہیے کہ وہ کون ہے جن کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اگر تم کو کچھ خبر ہے۔

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اگر اس کو مانا جائے تو وہ فائدہ پہنچائے اور اگر نہ مانا جائے تو نقصان پہنچائے؛ بلکہ انباع ء کرام اور اولیاء عظام کی سفارش بھی خدا ہی کے اختیار میں ہے، مصیبت کے وقت ان کو پکارنے اور نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو اپنا سفارشی سمجھ کر پوجنا شرک ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اللہ انسان سے بہت ہی قریب ہے اور وہ براہِ راست (بغیر کسی واسطے کے) سب کی سنتا ہے اور سب کی امیدیں پوری کرتا ہے؛ لیکن مشرکین نے جس طرح بت کو سمجھا کہ یہ اللہ سے قریب کرینگے اور وہ ان کے حمایتی ہیں اسی طرح غیروں کو سمجھا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے قریب کر دینگے اور وہ ان کی امیدوں کو پورا کرینگے اس پر طرّہ یہ کہ غلط اور نامعقول راستہ سے اللہ کا قرب تلاش کیا جاتا ہے اس ٹیڑھی راہ پر جتنا چلیں گے اتنا ہی سیدھی راہ سے دور ہوتے جائینگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیروں کو یہ سمجھ کر پوجنا کہ ان کے پوجنے سے خدا کی نزدیکی مل جائیگی وہ مشرک جھوٹا اور خدا کی نعمت کو ٹھکرا دینے والا ہے اور یہ بھی معلوم

ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کائنات میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں بخشی اور نہ ہی کوئی کسی کا حمایتی ہوسکتا ہے، اس کے علاوہ عہد رسالت کے مشرک بھی بتوں کو خدا کے برابر نہیں جانتے تھے؛ بلکہ انہیں اسی کے بندے اور مخلوق سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان میں خدائی طاقتیں نہیں ہیں؛ مگر انہیں پکارنا، ان کی منتیں ماننا، ان پر بھینٹ چڑھانا اور انہیں وکیل اور سفارشی سمجھنا ہی ان کا شرک تھا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی سے ایسا ہی برتاؤ کریگا؛ گرچہ انہیں بندہ اور مخلوق ہی جانتا ہو پھر بھی دونوں شرک میں برابر ہیں شرک یہی نہیں ہے کہ کسی کو اللہ کے برابر یا اس کے مقابلے کا مانا جائے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیز اللہ پاک نے اپنی ذات وصفات کے لیے مخصوص فرمائی ہوں اور بندگی کی علامتیں قرار دی ہوں انہیں غیروں کے آگے بجالایا جائے مثلاً سجدہ، اللہ کے نام کی قربانی، منت، مصیبت کے وقت پکارنا، اللہ کو حاضر وناظر سمجھنا، قدرت وتصرف وغیرہ؛ اگر ان میں سے کوئی بات غیر اللہ میں ثابت کی جائے تو شرک ہے اس میں شیطان، بھوت، پریت اور پری وغیرہ سب برابر ہیں؛ چنانچہ اللہ پاک نے بت پرستوں کی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر عتاب کیا ہے؛ حالانکہ وہ بت پرست نہیں تھے؛ البتہ علماء اور اولیاء سے ایسا ہی معاملہ رکھتے تھے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآاُمِرُوْٓا اِلَّالِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًاوَّاحِدًالَآاِلٰهَ اِلَّاهُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّايُشْرِكُوْنَ۔ (التوبۃ: ۳۱)

انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے اور مسیح بن مریم کو بھی؛ حالانکہ ان کو صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ فقط ایک معبود کی عبادت کریں، جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْاَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا۔ (مریم: ۹۵،۹۴،۹۳)

جتنے بھی کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خدا تعالیٰ کے روبرو غلام ہوکر حاضر

ہوتے ہیں، اس نے سب کو احاطہ کر رکھا ہے اور سب کو شمار کر رکھا ہے اور قیامت کے روز سب کے سب اس کے پاس تنہا تنہا حاضر ہونگے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں ہیں، نمونہ کے لیے چند آیتیں دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص صفات اب یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کون کون سی چیزیں اپنی ذات کے لیے مخصوص فرمائی ہیں؛ تاکہ ان میں کسی کو شریک نہ کیا جاسکے، ایسی چیزیں تو بے شمار ہیں ہم یہاں چند چیزیں قرآن وحدیث سے بیان کرینگے تاکہ ان کی مدد سے دوسری باتیں بھی سمجھی جاسکیں۔

شرک فی العلم:

یعنی اللہ تعالیٰ کے علم کی طرح کسی اور کو ثابت کرنا۔

پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ ہر چیز سے ہر وقت خبردار ہے؛ خواہ وہ چیز دور ہو یا قریب، سامنے ہو یا پیچھے، چھپی ہوئی ہو یا کھلی ہوئی، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا سمندر کی تہ میں، اب اگر کوئی اٹھتے بیٹھتے غیر اللہ کا نام لے یا دور ونزدیک سے اسے پکارے تاکہ وہ اس کی مصیبت کو دور کردے یا دشمن پر اس کا نام لیتا ہو یا دل میں اس کا تصور آتا ہے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا دھیان کرتا ہو تو اسے اطلاع ہوجاتی ہے، میری کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور مجھ پر جو حالات آتے ہیں جیسے بیماری وصحت، فراخی وتنگی، موت وحیات اور خوشی وغم اس کو ان سب کی خبر رہتی ہے، جو بات میری زبان سے نکلتی ہے وہ اسے سن لیتا ہے اور میرے دل کے خیالات وتصوّرات سے واقف رہتا ہے، ان تمام باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے یہ شرک فی العلم ہے یعنی حق تعالیٰ جیسا علم غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا، یقیناً اس عقیدے سے انسان مشرک ہوجاتا ہے گرچہ یہ عقیدہ کسی بڑے سے بڑے انسان کے بارے میں رکھے یا مقرب سے مقرب فرشتے سے متعلق رکھے چاہے ان کا یہ

علم ذاتی سمجھے یا اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہر صورت میں شرکیہ عقیدہ ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ۔ (الانعام: ۵۹۔)

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (النمل: ۶۵۔)

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ (سورہ لقمان: ۳۴۔)

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غَدَاةَ بُنِيَ عَلَي فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِن يَوْمَ بَدْرٍ حَتّى قَالَتْ جَارِيَةٌ وَفِينَا نَبِي يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا تَقُولِي هَكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ۔ (بخاری، باب شھود الملائکۃ بدراً، حدیث نمبر: ۳۷۰۰۔)

شرک فی التصرف:

یعنی اللہ کی طرح دنیوی امور انجام دینا کسی اور کے اندر مان لینا۔ کائنات میں ارادے سے تصرف کرنا، حکم چلانا، اپنی مرضی سے مارنا، جلانا، فراخی و تنگی، تندرستی و بیماری، فتح و شکست، ترقی یا زوال دینا، مرادیں پوری کرنا، بلائیں ٹالنا، نازک حالات میں دستگیری کرنا اور ضرورت پڑنے پر مدد کرنا، خدا ہی کی شان ہے کسی غیر اللہ کی یہ شان نہیں چاہے وہ کتنا ہی بڑا انسان یا فرشتہ کیوں نہ ہو، اب اگر کوئی شخص کسی غیر اللہ میں ایسا تصرف ثابت کرے، اس سے مرادیں مانگے اور اس غرض سے اس کے نام کی منت مانے یا قربان کرے اور مشکل حالات میں اسے پکارے تاکہ وہ اس کی بلائیں ٹال دے ایسا شخص مشرک ہے، اس کو شرک فی التصرف کہا جاتا ہے، یعنی اللہ کی طرح تصرف غیر اللہ میں مان لینا شرک ہے چاہے یہ ذاتی مانا جائے یا اللہ کا عطیہ سمجھا جائے ہر صورت میں یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔

قُلْ اِنِّىْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّىْ لَنْ يُّجِيْرَنِىْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ

اَحِدَمِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا۔(الجن:۲۲،۲۱۔)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْــئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ۔(النحل:۷۳۔)

ابن عباس قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ احْفَظْ الله يَحْفَظْكَ احْفَظْ الله تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلْ الله وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ رُفِعَتْ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتْ الصُّحُفُ قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ (ترمذی، باب منہ بعد باب ماجاءفی صفۃ اوانی الحوض، حدیث نمبر:۲۴۴۰۔)

شرک فی العبادۃ:

اللہ تعالیٰ نے بعض کام اپنی بندگی کے لیے مخصوص فرما دیئے ہیں جن کو عبادات کہا جاتا ہے جیسے سجدہ، رکوع، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، اللہ کے نام پر خیرات کرنا، اس کے نام کا روزہ رکھنا اور اس کے مقدس گھر کی زیارت کے لیے دور دور سے سفر کر کے آنا اور ایسی ہیئت میں آنا کہ لوگ پہچان جائیں کہ یہ زائرین حرم ہیں (یعنی مخصوص لباس وغیرہ کے ساتھ) راستہ میں اللہ تعالیٰ ہی کا نام پکارنا، بیکار باتوں سے، شکار سے بچنا، پوری احتیاط سے جا کر اس کے گھر کا طواف کرنا اسی کی طرف سجدہ کرنا، اسی کی طرف قربانی کے جانور لے جانا، وہاں منتیں ماننا، کعبہ پر غلاف چڑھانا، کعبہ کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں مانگنا، دین و دنیا کی بھلائیاں طلب کرنا، حجر اسود چومنا، کعبہ کی دیوار سے منہ ملنا اور چھاتی لگانا، اس کے غلاف پکڑ کر دعائیں مانگنا، اس کے چاروں طرف روشنی کرنا، اس میں خادم بن کر رہنا جھاڑو دینا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، حاجیوں کو پانی پلانا وضو اور غسل کے لیے پانی مہیا کرنا، آبِ زم زم کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا، چھک کر پینا، آپس میں تقسیم کرنا،

عزیز واقارب کے لیے لیجانا، اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب واحترام کرنا وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، جانور نہ چرانا، اللہ نے اپنی عبادت کے یہ سب کام مسلمانوں کو بتلائے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص نبی، ولی، بھوت، پریت، جن، پری، سچی یا جھوٹی قبر، کسی کے تھان وچلے یا کسی کے مکان ونشان، کسی کے تبرک وتابوت کو سجدہ کرے، رکوع کرے، اس کے لیے روزہ رکھے، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوجائے، چڑھاوا چڑھائے، ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے، جاتے وقت الٹے پاؤں چلے، قبر کو چومے، قبروں یا تھانوں کی زیارت کے لیے دور سے سفر کرکے جائے، قبر پر چادر چڑھائے، ان کی چوکھٹ کا بوسہ لے ہاتھ باندھ کر دعائیں مانگے، مرادیں مانگے، مجاور بن کر خدمت کرے، اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب کرے؛ غرضیکہ اس قسم کے کام کرے تو اس نے کھلا شرک کاے، اس کو شرک فی العبادت کہتے ہیں یعنی غیر اللہ کی تعظیم اللہ کی طرح کرنا چاہے یہ عقیدہ کسی بھی طرح کا ہو کہ وہ ذاتی اعتبار سے اس تعظیم کے لائق ہے، یا خدا ان کی اس طرح تعظیم کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس کی تعظیم کی برکت سے بلائیں ٹل جاتی ہیں، ہر صورت میں شرکیہ عقیدہ ہے۔

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ (الھود:۲۶۔)

عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ صَفْوَانَ حِينَ رَأَوْهُ فَقَالَ اجْلِسَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ (ترمذی، باب ماجاء فی کراھیة قیام الرجل للرجل، حدیث نمبر: ۲۶۷۹ ھذا حدیث حسن۔)

شرک فی العادت:

حق تعالیٰ نے بندوں کو یہ ادب سکھلایا ہے کہ وہ دنیوی کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی تعظیم بجالائیں تاکہ ایمان بھی سنور جائے اور کاموں میں برکت بھی ہو جیسے ضرورت پڑنے پر اللہ کی نذر مان لینا اور مشکل کے وقت اسی کو پکارنا اور کام

شروع کرتے وقت برکت کے لیے اسی کا نام لینا؛ اگر اولاد ہو تو اس نعمت کے شکریے کے لیے اس کے نام پر جانور ذبح کرنا، اولاد کا نام عبداللہ، عبدالرحمن، اللہ بخش، اللہ دیا، امۃ اللہ اور اللہ دی وغیرہ رکھنا، کھیتی کے پیداوار میں سے تھوڑا سا غلہ اس کے نام کا نکالنا، پھلوں میں سے کچھ پھل اس کے نام نکالنا، جانوروں میں سے کچھ جانور اللہ کے نام مقرر کرنا اور اس کے نام کے جو جانور بیت اللہ کو لیجائیں ان کا ادب و احترام بجالانا یعنی نہ ان پر سوار ہونا نہ ہی ان پر لادنا، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے میں خدا کے حکم پر چلنا، جن چیزوں کے استعمال کا حکم ہے، انہیں استعمال کرنا اور جن کی ممانعت ہے ان سے باز رہنا، دنیا میں گرانی و ارزانی، صحت و بیماری، فتح و شکست، ترقی، تنزلی اور رنج و مسرت جو کچھ بھی پیش آتی ہے سب کو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں سمجھنا۔ ہر کام کا ارادہ کرتے وقت انشاء اللہ کہنا مثلاً یوں کہنا کہ انشاء اللہ ہم فلاں کام کریں گے، خدا کے اسم گرامی کو اس عظمت کے ساتھ لینا جس سے اس کی تعظیم نمایاں ہو اور اپنی غلامی کا اظہار ہوتا ہو جیسے یوں کہنا: ہمارا رب، ہمارا مالک، ہمارا خالق، ہمارا معبود وغیرہ اگر کسی موقع پر قسم کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو اسی کے نام کی قسم کھانا یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم ہی کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ اب اگر کوئی اس قسم کی تعظیم غیر اللہ کی کرے مثلاً کام رکا ہوا ہو یا بگڑ رہا ہو اس کو چالو کرنے یا سنوارنے کے لیے غیر اللہ کی نذر مان لی جائے، ایسی ہی اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش، رکھائے، کھیت اور باغ کی پیداوار میں ان کا حصہ رکھا جائے، جب پھل تیار ہو کر آئیں تو پہلے ان کا حصہ الگ کرنے کے بعد اسے استعمال میں لایا جائے، جانوروں میں اس کے نام کے جانور مقرر کر دیئے جائیں پھر ان کا ادب و احترام کیا جائے، کھانے پینے، پہننے، اوڑھنے میں اسموں کا خیال رکھا جائے کہ فلاں فلاں لوگ فلاں فلاں کھانا نہ کھائیں، فلاں فلاں کپڑے نہ پہنیں، دنیا کی بھلائی برائی کو انہیں کی طرف منسوب کیا جائے کہ فلاں فلاں ان کی لعنت میں گرفتار ہے پاگل ہو گیا ہے، فلاں محتاج ہے انہیں کا راندہ (دھتکارا) ہوا ہے اور دیکھو فلاں

کو انہوں نے نوازا تھا آج سعادت واقبال اس کے پاؤں چوم رہی ہے، فلاں تارے کی وجہ سے قحط آیا، فلاں کام فلاں وقت فلاں دن شروع کیا گیا (مثلاً صفر کا مہینہ، چہارشنبہ کا دن وغیرہ) آخرکار پورا نہ ہوا یا یہ کہا جائے کہ اگر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ چاہیں گے تو فلاں دن آؤنگا، یا پیر صاحب کی مرضی ہوگی تو ٹھیک ہے، یا گفتگو میں داتا، بے پروا، خداوند، خدائیگاں، مالک الملک، شہنشاہ جیسے الفاظ استعمال کیے جائیں، قسم کی ضرورت پڑ جائے تو نبی، علی، امام، پیر یا ان کے قبروں کی قسم کھائی جائے، ان تمام باتوں سے شرک پیدا ہوتا ہے اس کو شرک فی العادت کہتے ہیں، یعنی عادت کے کاموں میں اللہ کی طرف غیر اللہ کی تعظیم کی جائے۔

اِنْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا o لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا o وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا o يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔ (النساء: ١٢٠،١١٩،١١٨،١١٧۔)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلى اللهُ عَلَيهِ وَسَلمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنْ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ۔ (بخاری، باب یستقبل الامام الناس اذاسلم، حدیث نمبر: ٨٠١۔)

تمت بالخیر و الحمدللہ اولہ آخرہ